روزنامہ
الفضل ربوہ
(ایڈیٹر) نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴/۳۹ | بدھ ۔ یکم نبوت ۱۳۶۸ ہش ، یکم نومبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۴۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم کرنل ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب کی صحت کے لئے
درخواست دعا

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ رقم فرماتے ہیں:
عزیزم کرنل مسعود الحسن صاحب نوری گذشتہ پندرہ دن سے بخار میں مبتلاء ہیں ۔ بخار اُتر نہیں رہا ۔ بہت کمزور ہو گئے ہیں ۔ احباب سے ان کی صحت یابی کے لئے خاص دعا کی درخواست ہے ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس مخلص اور نافع الناس وجود کو جلد شفا عطا کرے اور بھرپور خدمت خلق کی توفیق عطا کرتا چلا جائے ۔

امام جماعت اور مشورہ

قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر نے ایک مجلس شوریٰ کے موقعہ پر فرمایا :-
"جہاں تک مشورے کا سوال ہے ۔ جماعت کے ہر فرد کا حق نہیں کہ وہ مشورہ دے بلکہ امام جماعت کا حق ہے کہ جماعت اس کو مشورہ دے ان دونوں میں ایک نمایاں فرق یہ ہے ۔ کہ اگر یہ سمجھا جائے کہ جماعت کے ہر فردِ بشر کا یہ حق ہے کہ وہ امام جماعت کو مشورہ دے تو ہزاروں آدمی ایسے ہوں گے جو کہیں گے ہمارا حق ہے ہم اسے چھوڑتے ہیں ۔ ہم نہیں دیتے مشورہ لیکن اگر یہ سمجھا جائے کہ امام جماعت کا حق ہے کہ جس کے ذہن میں کوئی ایسی تجویز آتی ہے ۔ جو جماعت کی ترقی کے لئے مفید ہو ۔ وہ امام جماعت تک پہنچائے اور جب یہ امام جماعت کا حق ہوا ۔ اور کوئی شخص وہ تجویز امام جماعت تک نہیں پہنچاتا تو وہ حق مارنے والا ہو جائے گا پہلی صورت میں وہ یہ کہے گا کہ میرا حق ہے میں نہیں لیتا ۔ دوسری صورت میں وہ امام جماعت کا حق مار رہا ہے اس کی اس کو اجازت نہیں مل سکتی ۔
لیکن جہاں تک عام مشورے کا تعلق ہے ۔ میں ان سینکڑوں افراد جماعت اور اپنے بھائیوں کا بے حد ممنون ہوں کہ وہ مجھے مشورہ دیتے رہے ہیں اور بڑے اچھے مشورے دیئے ہیں ۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ بعض اچھی باتیں ان کے ذہن میں آتی ہیں لیکن موجودہ حالات میں اور موجودہ وسائل میں جو ہمیں حاصل ہیں ان کی وجہ سے ہم اس مشورے کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتے ۔ لیکن وہ باتیں بہرحال بڑی اچھی ہوتی ہیں اور کسی وقت ہمارے کام آسکتی ہیں ۔"

محفوظ تحریریں

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کا ایک مکتوب

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ جس رنگ میں احمدیہ جماعت کے شعراء کے کلام کو سراہتے ہیں وہ ہم سب کیلئے زندگی کا ایک نہایت قیمتی سرمایہ ہے ۔ ہم سب کو آگے سے آگے بڑھتے رہنے کا حوصلہ ملتا ہے اور ہم سب حتی المقدور احمدیہ لٹریچر کے شعری سرمایہ میں اضافہ کی کوشش کر کے حصولِ ثواب کے متمنّی رہتے ہیں ۔
حضور انور کا ایک مکتوب گرامی جو خاکسار کے نام حضور نے تحریر فرمایا ہے اور جسے مَیں ہمیشہ ہمیش کے لئے محفوظ کرنا چاہتا ہوں اس کا متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے ۔
نسیم سیفی

پیارے برادرم سیفی صاحب !

اس دَور کے احمدی شعراء کا کلام فصاحت و بلاغت کی نئی بلندیاں چھو رہا ہے ۔ اور رفعتوں کی ایسی فضا میں سانس لے رہا ہے جو سفلی کثافتوں سے پاک ہے ۔ سچائی نے اس کلام کو بلندی اور عظمت عطاء کی ہے اور غم نے نمی بخشی ہے ۔ مجھے یاد ہے ، نوجوانی میں جب کوہ پیمائی کا شوق پورا کرنے کے مواقع میسّر آجایا کرتے تھے ، تو ہمالہ کی بعض بلند چوٹیوں پر بیٹھ کر سانس لینے کا ایک الگ مزا ہوا کرتا تھا ۔ یہ ایک ایسی کیفیت تھی جو یادوں کی لوح پر ایک نقش دوام بن گئی ہے ۔

ان دِنوں جب مَیں اپنے نام خطوں میں بھیجے ہوئے احمدی شعراء کے کلام کا مطالعہ کرتا ہوں یا الفضل میں شائع ہونے والے کلام کے مطالعہ سے ایک پُر درد سی لذّت پاتا ہوں تو ہمالہ کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے اس پاکیزہ لطیف اور نمناک فضاء میں لئے ہوئے سانسوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے بلکہ وہ کیفیت واقعۃً لوٹ آتی ہے اور وہ لمحے زندہ ہو جاتے ہیں ۔

کبھی یہ کلام گہرے پانیوں کی طرح دکھائی دیتا ہے اور برعکس مناظر پیدا کرتا ہے اور ہمالہ کی چوٹیاں اُن میں ڈوبی ہوئی دکھائی دیتی ہیں ۔ سخت دِل چاہتا ہے کہ سب احمدی میری نظر سے ہی اس حسن کا نظارہ کریں اور میری طرح ہی سچائی کے اس بے کنار سمندر میں ڈوب کر لکھنے والوں کے دِلوں کے پاتال تک اتر جائیں اور اس تنہائی کو انجمن بنا دیں ۔ ہمیشہ جس کی کوکھ سے لافانی کلام پیدا ہوا کرتا ہے ۔

یہ باتیں سوچتا تو ہوں مگر انہیں تحریر میں لانے کا دماغ آج آپ کے ۸۹ - ۵ - ۸ کے خط نے دیا ہے ۔ یوں تو خط کی نثر بھی شعریت کی ایک سطحِ مرتفع ہے لیکن اس سطحِ مرتفع پر جو آپ نے ایک نظم کا ہمالہ سجا کر بھیجا ہے اُس کی شعریت سوا ہے اور اُس کی چوٹی پر بیٹھ کر سانس لینے اور دُور تک پھیلے ہوئے افق کا نظارہ کرنے کا مزا الگ ہے ۔

دیارِ غیر تو بے شک کوئی نہیں لیکن — ہماری آنکھ سے اوجھل وطن سے دُور ہیں آپ
مسرتوں سے ملی ہیں ہمارے غم کی حدیں — میانِ تیرگیٔ غرب وجہِ نُور ہیں آپ

ایک احمدی شاعر کے سوا کون اس حقیقت کو پا سکتا ہے کہ وطن سے دُور ہوتے ہوئے بھی دیارِ غیر کوئی نہیں ۔ دیدۂ بینا تو دوسروں کو بھی عطاء ہوا ہے مگر وہ مناظر سامنے نہیں جو ایک احمدی شاعر کی دُور رس نظر کے سامنے ہیں ۔ بلاشبہ ایک اُفق ، تا اُفق پھیلی ہوئی عالمی جماعت کے سربراہ کے لئے غریب الوطنی تو ہے مگر دیارِ غیر کوئی نہیں ۔ مضمون یہی ہے مگر اسکی ذرا سی ترتیب بدل کر آپ نے غم محرومی کو ایسے لطیف انداز میں بیان کیا کہ اس پر مایوسی کا سایہ نہیں پڑنے دیا اور ایک بے وطن کی محرومی کو اہلِ وطن کی محرومی میں تبدیل کر دیا اور سب دنیا کو اس کا وطن بنا دیا ۔ اس شعر کی عظمت اور اسکے حسن کا نور اسکی سچائی میں ہے اور یہ کہنے میں ذرا سا مبالغہ بھی نہیں کہ ایک ایسی عالمی جماعت کے سربراہ کیلئے جو محبت کے لافانی اور اٹوٹ رشتوں میں منسلک ہو دیارِ غیر کوئی نہیں ۔ پھر غم اور مسرّت کے اس عجیب امتزاج کو اگلے شعر نے اس اُفق پر جہاں غم اور مسرّت کی حدیں ملتی ہیں ایک ایسے عجیب منظر کے طور پر دکھایا کہ ڈوبتی ہوئی دنیا کے تاریک اُفق سے امید کا ایک سورج اُبھر رہا ہے ۔

آپکے کلام میں یہ نظم مجھے سطحِ مرتفع پر نصب شدہ ایک بلند چوٹی کی طرح دکھائی دیتی ہے ۔ جب یہ الفضل میں شائع ہو گی تو کوئی اسے دُور سے دیکھ کر محظوظ ہو گا کوئی قریب سے اور کوئی اس منظر کو سَر کر کے اسکی بلندی سے اور مناظر دیکھے گا ۔ غالباً ایسے ہی تجارب سے گزرتے ہوئے عرش سے پرے مکان بنانے کا تصوّر غالب کے دل میں پیدا ہوا ۔

باقی ص ۵ پر

روزنامہ
الفضل
ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

یکم نبوت ۱۳۶۸ ہش یکم نومبر ۱۹۸۹ء

صلائے عام

مضامین لکھئے۔ خطوط لکھئے۔ تبصرے اور تعارف لکھئے۔ شائع شدہ مضامین کے متعلق اپنی آراء تحریر کر کے ارسال کیجئے۔ ان سب چیزوں ہی سے اخبار بنتا ہے۔ اس کی آرائش اور سج دھج کے لئے بھی یہی باتیں درکار ہیں۔ ہر وہ چیز یا ہر وہ بات جس میں آپ دلچسپی لیتے ہیں یقین جانئے کہ ان میں بہت سے دوسرے دوست بھی ضرور دلچسپی لیتے ہوں گے۔ آپ کے دل میں جو بات بھی آتی ہے اسے زبان پر لائیے۔ اور اخبار کے تعلق سے قلم کی زبان پر لائیے۔ تاکہ ہمارے دیگر قارئین محظوظ ہوں۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ایڈیٹر کے لئے تو ایک ہی شخص کا نام ہوتا ہے لیکن اخبار کو ایڈٹ کرنے والے یا ترتیب دینے والے تمام قارئین ہوتے ہیں۔ گویا یہ ایک فیملی کی طرح ہوتے ہیں۔ آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ازدیاد علم کا باعث بنتے ہیں اور ایک دوسرے کی کسی نہ کسی طرح رہنمائی کرتے ہیں۔ اور ایسے ایسے افق دکھاتے ہیں۔ جن سے بہت سے قاری بے خبر ہوتے ہیں۔ اور جب انہیں ان آفاق کی خبر ہو جاتی ہے تو وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔

بس ایک بات کا خیال رکھئے اور وہ بات ہے افادیت۔ مضمون۔ خط۔ تبصرہ۔ آپ کی آراء کسی نہ کسی رنگ میں افادیت کا پہلو لئے ہوئے ہوں۔ معلوماتی ہوں۔ دلچسپ ہوں۔ ایمان افروز ہوں۔ ہمارے قدم آگے بڑھانے والی ہوں۔ یہی اخبار کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر ایسے اخبار کی جیسا ہمارا ہے۔ لیکن یاد رکھئے کہ ہمارا اخبار دیگر دنیاوی اخبارات سے بہت مختلف ہے۔ اس فرق کو بھی مدنظر رکھئے۔ ہمیں یہ محبت بھرا شکوہ تو بے شک ہو جائے کہ مضامین کے انبار لگ گئے ہیں لیکن یہ شکوہ کبھی نہ ہو کہ دوست لکھتے ہی نہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ اپنے قلم کو حرکت میں لائیں گے۔ جماعت کو قلمکاروں کی ضرورت ہے۔ جو جماعت کی روایات کو جانتے ہوں اور ان کے مطابق لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ ہماری آواز یعنی ہمارے خیالات ـــ دنیا کے کونے کونے میں پہنچنے چاہئیں۔ ہمیں دنیا کے کام آنا چاہئے۔ دنیا کی مدد کرنی چاہئے۔ ہماری دوسری صدی کا یہی تقاضا ہے۔

کچھ تم مانو کچھ وہ مانیں اور وسط میں باتیں آجائیں
یہ کھینچا تانی کم کر کے سب بھائی بھائی کہلائیں
جب اک دوجے کی شہ رگ پر تم اپنے ناخن گاڑو گے
کیوں دیکھنے والے بھی نہ تمہارے ساتھ تماشہ بن جائیں

ابو الاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ اسیرانِ راہِ مَولا
خوش ہے جن سے نگاہِ مَولا

یہ وہ قیدی ہوا ہے جن پر
وا درِ بارگاہِ مَولا

آخری فتح کے پیامی
پیش رویاں سپاہِ مَولا

فخرِ ارباب نرم خُویاں
نازشِ رزم گاہِ مَولا

کجکلاہانِ بزمِ عالم
خاکسارانِ راہِ مَولا

ان کے قدموں میں نازِ دُنیا
ان کے سر پر کلاہِ مَولا

کیوں غمِ جاں ہو انکو اکبرؔ
جنہیں ہے حاصل پناہِ مَولا

اکبر حمیدی

کر نہ کر

- اگر تو تاجر ہے تو تجھے حلال و حرام تجارتوں اور معاملات کا علم ہونا ضروری ہے۔
- تو اپنے مال اور قیمتی اشیاء کو محفوظ جگہ رکھ۔
- اے ملازم! تو اپنے آقا کے سودے میں سے چوری نہ کر۔
- تو شادی غمی وغیرہ کی تقریبوں پر ہرگز فضول خرچی نہ کر۔
- اے تاجر! تیرا نرخ اور بھاؤ اپنے اور بیگانے سب کیلئے یکساں ہو۔
- تو عمر بھر طالب علم بنا رہ۔
- تو جاہل رہنے سے اپنے تئیں بچا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

شیخ عبدالماجد۔ لاہور

مولانا شیخ عبدالقادر (سابق سوداگرمل)

کراچی کے پہلے باقاعدہ مربی

کراچی کے پہلے باقاعدہ مربی مولانا شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) ۱۵ر اگست ۱۹۰۹ء کو بمقام گورنہ پٹھاناں متصل مڈھ رانجھا تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا لالہ وزیر چند صاحب ولد لالہ حکم چند صاحب قوم جھابڑے کھتری کے ہاں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم اپنے گاؤں میں ہی حاصل کی۔ لیکن مزید تعلیم کے لئے آپ کو موضع لالیاں (ربوہ کے قریب) ضلع جھنگ کے مڈل سکول میں داخل کیا گیا۔ جہاں سے آپ نے ۱۹۲۴ء میں ورنیکلر مڈل کا امتحان پاس کیا۔

مڈل پاس کرنے کے بعد آپ کے گھرانے کے تمام افراد ذخیرہ بیرانوالہ میں آ گئے۔ یہاں آپ کی ایک نہایت ہی مخلص احمدی دوست میاں محمد مراد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میاں صاحب کی تحریک پر آپ نے قادیان جانے کا پروگرام بنایا۔ رات لاہور میں حضرت قریشی محمد حسین صاحب موجد "مفرح عنبری" امیر جماعت لاہور کے مکان پر گزاری۔ حضرت شیخ صاحب فرماتے ہیں۔

رات لاہور میں

اللہ اللہ! حضرت حکیم صاحب کی کیا ہی روحانی شخصیت تھی۔ نہایت باوقار۔ سنجیدہ اور بارعب قد دراز۔ سر پر سفید پگڑی۔ میں تو اس وقت صرف پندرہ سولہ سال کی عمر کا بچہ تھا لیکن ان کا نماز پڑھنے کا واقعہ اب تک مجھے یاد ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ میں ایک فرشتہ کو حرکت کرتے دیکھ رہا ہوں۔

قادیان میں آمد

قادیان پہنچ کر آپ کی فرمائش پر حضرت میر محمد اسحٰق صاحب ناظر ضیافت نے آپ کے لئے ہندوؤں کے گھر سے کھانا منگوانے کا انتظام کر دیا۔ آپ قادیان میں اندازاً آٹھ دن ہندو رہے۔ اس عرصہ میں مکرم میاں محمد مراد صاحب آپ کو قادیان کے متعدد بزرگوں کے پاس لے جاتے رہے۔

عاشقان کی کیفیتِ وجد

شیخ صاحب فرماتے ہیں:۔

"وہ زمانہ کیا عجیب تھا حضرت فضلِ عمر پر جوانی کا عالم تھا۔ صحت نہایت اچھی تھی۔ جب آپ نمازوں میں قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تو عاشقانِ زار پر ایک عجیب وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی اور جب آپ سجدہ میں جاتے تو بارگاہ الٰہی میں عجز و نیاز کرتے کرتے مخلصین کی چیخیں نکل جاتیں۔ میرا یہ عالم تھا کہ مجھے نماز تو آتی نہیں تھی۔ میں مکرم میاں محمد مراد صاحب کے ساتھ پہلی صف میں نمازیوں کے درمیان بیٹھ جاتا اور اس سارے نظارے کو بچشم خود دیکھتا رہتا۔

بیعت کی درخواست

آخر آٹھویں دن آپ نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی کہ "حضور! صداقت مجھ پر منکشف ہو چکی ہے۔ میں پرانے خیالات سے بکلی تائب ہو چکا ہوں۔ حضور! میری بیعت قبول فرما کر مجھے اپنے غلاموں کے حلقہ میں داخل کر لیں۔"

حضور نے فرمایا

"میاں ابھی تم بچے ہو۔ تمہاری عمر چھوٹی ہے۔ دو تین ماہ اور ٹھہرو اور مزید تحقیقات کرو۔ جلدی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

مگر آپ نے عرض کی کہ "حضور! میری روح کو صداقت پر پورا یقین ہو چکا ہے۔ ایک لحظہ کے لئے بھی دینِ حقہ سے باہر رہ کر زندگی بسر کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ حضور میری بیعت قبول فرما دیں۔"

آپ کے اس اصرار کو دیکھ کر حضور پُرنور نے حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب کو ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب! کل میں اس کی بیعت لے لوں گا۔ حضرت مولانا نے اپنے آقا کے اس ارشاد کی تعمیل میں آپ سے فرمایا کہ بچے! پڑھو! ......

...... "سوداگرمل" اب "شیخ عبدالقادر" بن چکے تھے۔

"سوداگرمل" "عبدالقادر" بن گئے

آپ فرماتے ہیں:۔

"دوسرے روز حضرت اقدس نے عاجز کی بیعت قبول فرمائی اور "عبدالقادر" نام رکھا۔

وہ نظارہ بھی کیا عجیب تھا۔ حضور نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ آپ بیعت کے الفاظ ارشاد فرماتے اور میں ان الفاظ کو دہراتا جاتا تھا۔ گناہوں سے توبہ کرنے کا احساس دل میں تھا سردی کے موسم میں جسم پسینہ سے تر اور ہو رہا تھا۔ تو روح کسی عالمِ بالا میں پرواز کر رہی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ایک نئی زمین ہے جس پر میں قدم رکھ رہا ہوں اور ایک نیا آسمان ہے جو میرے لئے سایہ فگن ہے۔ غرضیکہ ایک عجیب کیفیت تھی جو مجھ پر طاری تھی اور ایک ایسا سماں تھا جس کو میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ خدا خدا کر کے بیعت کے الفاظ ختم ہوئے حضرت اقدس نے حاضرین سمیت میری استقامت کے لئے دعا فرمائی۔"

جب حضور مجلس سے اٹھ کر اندر تشریف لے گئے تو حاضرین نے چاروں طرف سے مجھے مبارکبادیں دینا شروع کر دیں۔ میں بظاہر تو ہر ایک کا شکریہ ادا کرتا تھا۔ لیکن میرے دل کی عجیب کیفیت تھی۔

دن مقفل بیٹھ کر گزارنا

قادیان کے ہندوؤں کو معلوم ہو چکا تھا کہ ان دنوں ایک نوجوان ہندو، دینِ حقہ قبول کر چکا ہے۔ قریشی محمد حنیف صاحب قمر سائیکل سیاح نے آپ سے کہا کہ آپ فکر نہ کریں اور میری بیٹھک میں رہیں۔ چنانچہ آپ قریباً ایک ماہ ان کی بیٹھک میں مقیم رہے۔ وہ نماز سکھاتے اور قاعدہ یسرنا القرآن پڑھاتے تھے اور جب انہوں نے باہر جانا ہوتا تو بیٹھک کو مقفل کر جاتے کیونکہ اس امر کا شبہ ہو چکا تھا کہ یہ لوگ بزور اس نوجوان کو پکڑ کر لے جائیں گے یا اس پر حملہ کر دیں گے۔ قریشی صاحب نے ایک دن آپ کو بہشتی مقبرہ قادیان میں چھپائے رکھا۔ اور حفاظت کے لئے خود بھی پاس رہے۔ پھر دو تین دن حضرت مرزا محمد اشرف صاحب کی بیٹھک میں آپ کو چھپا دیا گیا۔

اور راتیں روتے روتے گزارنا

ناظر صاحب تعلیم نے وظیفہ مقرر کر کے آپ کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرا دیا۔ آپ نے محنت کر کے پہلے سال ہی یعنی ۱۹۲۶ء میں مدرسہ احمدیہ کی پہلی۔ دوسری اور تیسری اور اگلے سال چوتھی اور پانچویں کے امتحانات میں کامیابی حاصل کر کے گویا مئی ۱۹۲۷ء میں چھٹی جماعت میں شامل ہو گئے۔ آپ اس سال بھی دو جماعتوں کا امتحان پاس کرنا چاہتے تھے۔

آپ کے سگے بھائیوں کا یہ حال تھا کہ شروع شروع میں وہ سخت چھوت چھات کی بیماری میں مبتلا تھے۔ جب آپ پہلی بار گھر آئے۔ جونہی آپ ایک چارپائی پر بیٹھے تو آپ کا چھوٹا بھائی بہادر چند فوراً نیچے اتر گیا۔ ادب کے خیال سے نہیں بلکہ اس خیال سے کہ اس "ملیچھ" کے ساتھ بیٹھنے سے کہیں میں پاپی نہ بن جاؤں۔

کراچی میں تعیناتی

جماعت مربیان کا آخری امتحان پاس کرنے کے بعد ۱۹۳۴ء میں مکرم شیخ مبارک احمد صاحب اور آپ نے مسلسل تین چار ماہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کے ساتھ لائل پور (حال فیصل آباد) میں رہ کر دعوت الی اللہ اور تربیتی میدان میں عملی تربیت حاصل کی۔ اس کے بعد آپ کراچی متعین ہوئے۔

آپ کے کراچی میں متعین ہونے سے قبل کوئی مربی باقاعدگی سے زیادہ عرصہ تک وہاں متعین نہیں رہا تھا۔ نہ کوئی مشن ہاؤس قائم تھا۔ آپ کے جانے پر احباب جماعت نے ایک مکان حلقہ رام سوامی میں غالباً بارہ روپے ماہوار پر لے رکھا تھا۔ آپ کی تحریک پر احباب نے ریلوے سٹیشن کراچی کے نزدیک چیمبرز آف کامرس اور سندھ مدرسہ کے بالمقابل ایک عمدہ مکان ۳۵ روپے ماہوار کرایہ پر لیا۔ بیس روپے احباب جماعت اور پندرہ روپے مکرم شیخ صاحب دیتے تھے۔ دوسری منزل کے چار کمرے بیت الصلوٰۃ۔ مہمان خانہ وغیرہ کے اغراض کے لئے اور پانچواں کمرہ تیسری منزل پر آپ کی رہائش کے لئے تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت فضل عمر کی کراچی میں تشریف آوری

آپ کے کراچی میں تقرر کے بعد حضرت فضل عمر جب پہلی مرتبہ کراچی تشریف لے گئے تو حضور نے از راہِ نوازش مکرم شیخ صاحب والے کمرہ کو ہی اپنے قیام کے لئے پسند فرمایا۔

احباب جماعت نے معززین شہر سے تعارف کرانے کے لئے حضور کے اعزاز میں کراچی کے مشہور ہوٹل کلارنی میں ایک ڈنر کا انتظام کیا۔ چالیس غیر از جماعت معززین مدعو تھے جن میں کراچی کے میئر مسٹر حاتم علوی۔ سر عبداللہ ہارون اور مسٹر حویلی والا جج چیف کورٹ بھی شامل تھے۔ حضور پُر نور نے کھانا تناول فرمانے کے بعد ایک مختصر سی تقریر کی جس میں فرمایا کہ گو ایسے مواقع پر تقریروں کا رواج نہیں مگر ہم لوگ ان رواجوں کے پابند نہیں۔ ہم دینی تہذیب کو دنیا میں رائج کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد حضور نے اپنے سفر یورپ کے حالات سنائے جس میں مسولینی سے ملاقات کا واقعہ بھی سنایا۔ حضور کی یہ تقریر انہی ایام میں مکرم شیخ صاحب نے الفضل میں شائع کروادی تھی۔

اس واقعہ کے چند ماہ بعد ہی کراچی میں مشن ہاؤس قائم ہو گیا۔ اور مرکز سے سواصد روپے ماہوار کی امداد ملنے لگی۔ اس پر اس مکان کو چھوڑ کر کراچی صدر میں الفنسٹن سٹریٹ میں ایک ہال کرایہ پر لے لیا گیا اور پچاس کرسیاں اور دو عمدہ میزیں مع دفتری کرسیوں کے خرید لی گئیں۔ اور ہفتہ میں تین بار انگریزی اور اردو میں تقاریر ہوتیں۔ ہر ماہ کا پروگرام انگریزی میں شائع کر دیا جاتا اور مقامی اخبارات "ڈیلی گزٹ" اور "سندھ آبزرور" میں بھی ان لیکچروں کا قبل از وقت اعلان ہو جاتا تھا۔ اس زمانہ میں جناب ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب ایم بی بی ایس جماعت کے صدر تھے۔ وہ اور محترم حاجی عبدالکریم صاحب انگریزی میں لیکچر دیا کرتے تھے اور مکرم شیخ صاحب اردو میں۔ انفرادی ملاقات میں محترم مولوی محمد نواز صاحب کنٹکی سیکرٹری دعوت الی اللہ روزانہ دفتری اوقات کے بعد شیخ صاحب محترم کا ساتھ دیا کرتے تھے اور قریباً ہر اتوار کو حاجی عبدالکریم صاحب معززین سے ملاقات کرنے کے لئے شیخ صاحب کے ساتھ جاتے تھے۔

حضرت فضل عمر کی کراچی میں دوسری دفعہ تشریف آوری

محترم شیخ صاحب بیان کرتے ہیں کہ:۔

حضور جب بھی کراچی تشریف لے جاتے تھے سمندری سیر بھی ضرور کیا کرتے تھے۔ غالباً دوسری دفعہ تشریف لے جانے کا واقعہ ہے کہ جب ہم لوگ کراچی بندر سے منوڑہ جانے کے لئے ایک موٹر لانچ میں سوار ہوئے تو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب نے ایک چنے بیچنے والے سے کچھ چنے خرید لئے۔ آپ کا یہ خیال تھا کہ سمندر میں ذرا آگے چل کر میں یہ سب احباب میں تقسیم کر دوں گا۔ اور سیر کے دوران چنے کھانے سے سب لطف اندوز ہوں گے۔ ابھی موٹر لانچ ساحل سمندر سے جدا ہی ہوئی تھی کہ حضور انور نے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب سے یہ سوال کیا کہ آپ نے یہ چنے کسی ہندو سے خریدے ہیں یا مسلمان سے؟ صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ یہاں ہندو مسلمان سب یکساں نظر آتے ہیں۔ میرے لئے تو یہ تمیز کرنا مشکل ہے۔ فرمایا۔ میرا بھی دل چنے خریدنے کو چاہتا تھا مگر میں نے سب پر نظر ڈال کر دیکھا چنے بیچنے والے تمام ہندو ہیں ایک بھی مسلمان نہیں۔

حضور کا یہ فرمانا تھا کہ صاحبزادہ صاحب نے سارے چنے سمندر میں پھینک دئیے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں:۔

ان ایام میں ہندوؤں کے مسئلہ چھوت چھات کے جواب میں حضرت صاحب نے یہ تحریک چلائی تھی کہ جب ہندو ہمارے ہاتھ کی چیزیں نہیں کھاتے تو ہم کیوں ان کے ہاتھ کی چیزیں کھائیں۔ حضور کی اس ہدایت پر جماعت سختی سے کاربند تھی۔

آپ بیان فرماتے ہیں:۔

حیدر آباد سندھ میں حضور کا لیکچر

اس سفر کا یا کسی دوسرے سفر کا واقعہ ہے کہ حیدر آباد سندھ میں حضور نے ٹاؤن ہال میں ایک لیکچر دینا منظور فرمایا۔ سندھ کے ایک اعلیٰ خاندان کے فرد مسٹر حافظ اس زمانہ میں حیدر آباد کے سٹی مجسٹریٹ تھے ان کو جب حضور کی آمد کا علم ہوا تو انہوں نے حضور کے لئے ڈاک بنگلہ خالی کروا لیا اور تمام شہر اور اردگرد کے باغات کی نہ صرف صفائی کروائی بلکہ چھڑکاؤ بھی کروایا اور چار نہایت ہی عمدہ نئی کاریں لے کر حضور کے استقبال کے لئے سٹیشن پر پہنچے۔ مجھے خوب یاد ہے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب مکرم شیخ یوسف علی صاحب پرائیویٹ سیکرٹری وغیرہ متعدد احباب حضور کے ہمراہ تھے۔ حضور ڈاک بنگلہ میں بیٹھ کر ڈاک بھی ملاحظہ فرما رہے تھے اور پرائیویٹ سیکرٹری اور دوسرے لوگوں کی باتوں کا جواب بھی دے رہے تھے۔ مسٹر حافظ نے بعد میں مجھے کہا کہ ایسا عالی دماغ انسان آج تک میری نظر سے نہیں گزرا جو ایک وقت میں کئی کام کرتا ہے اور پوری توجہ سے کرتا ہے۔ پھر انہوں نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا حلیہ بیان کر کے ان کی بھی تعریف کی اور یہ معلوم کر کے بہت خوش ہوئے کہ آپ حضور کے بھائی ہیں۔

ظہر کے وقت حضور نے سٹی مجسٹریٹ کی معیت میں اردگرد کے بعض باغات کی بھی سیر کی اور ظہر اور عصر کی نمازیں بھی حضور نے ایک باغ میں جمع کر کے پڑھائیں۔ محترم سید رحمت علی شاہ صاحب بی اے نے جو انگریزی اچھی جانتے تھے۔ کراچی کے اخبارات میں چھپوانے کے لئے حضور کی تقریر کی رپورٹ تیار کی۔ جب ہم مسٹر حافظ کی کوٹھی پر حاضر ہوئے اور ان کو علم ہوا کہ حضور کی تقریر کی رپورٹ تیار کی گئی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ اگر آپ پسند کریں تو میں رپورٹ لکھوا دیتا ہوں۔ ہم نے کہا۔ بڑے شوق سے آپ لکھوائیں۔

چنانچہ انہوں نے ایک ایسی شاندار اور پُر مغز رپورٹ لکھوائی کہ بعد میں مجھے رحمت علی شاہ صاحب نے بتایا کہ میں اگر دس سال بھی اور پڑھتا رہوں تو ایسی رپورٹ تیار نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد احباب جماعت کراچی تو واپس کراچی چلے گئے مگر مجھے مسٹر حافظ نے ایک دو روز کے لئے روک لیا۔ اس روز یا دوسرے روز عصر کے بعد کوٹھی کے صحن میں اعلیٰ فرش کیا گیا جس پر بڑے بڑے قیمتی غالیچے بھی تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی بڑے آدمی کی آمد پر ان کے اعزاز میں یہ انتظام کیا گیا ہے۔ خاکسار اور مسٹر حافظ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ مغرب سے ذرا قبل دُور سے تیس چالیس آدمی کوٹھی کی طرف آتے دکھائی دیئے۔ مسٹر حافظ نے بتایا کہ میرے پیر صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ پیر صاحب کے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں بھی کھڑا ہو گیا۔ مگر مسٹر حافظ نے مجھے یہ کہہ کر بٹھا دیا کہ آپ تشریف رکھیئے میرے نزدیک آپ کی شان میرے پیر صاحب کی شان سے بہت بڑی ہے کیونکہ آپ دنیا کے بہت بڑے پیر صاحب کے مرید ہیں۔

یادِ رفتگان

سید اعجاز احمد

محمد افضل صاحب ڈوگر

مکرم محمد افضل صاحب ڈوگر

مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۸۹ء جماعت احمدیہ پیرو چک ضلع سیالکوٹ بعمر تقریباً تریسٹھ سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ موضع کھارا نزد قادیان سے سکونت ترک کر کے پیرو چک میں فروکش ہوئے۔ آپ میں احمدیت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ آپ کم گو خاموشی پسند پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ نمازوں کی ادائیگی التزام سے احمدیہ بیت الذکر پیرو چک میں ادا فرماتے۔ باقاعدہ تہجد گزار تھے بیماری سے قبل بیک وقت سیکرٹری مال امام الصلوٰۃ زعیم انصار اللہ کے عہدوں پر مامور رہے اور تینوں عہدوں کے فرائض بڑی لگن تندہی اور دیانت سے نبھاتے رہے۔ پیرو چک کی جماعت بڑی جماعت ہے اور اس میں خدمتِ سلسلہ بجالانے کی وجہ سے ہر خورد و کلاں کی نظر میں عزت کی نگاہ سے دیکھے اور پہچانے جاتے تھے لین دین کے معاملے میں صاف تھے آپ نے اپنے تین بیٹوں اور ایک بیٹی کی شادیاں بمطابق تعلیم احمدیت نہایت سادگی سے کیں جو بفضل خدا کامیاب ہیں۔ آپ کو جماعت کے کارکنوں سے خاص انس و محبت تھی اور اصرار کر کے بھی ان کی میزبانی کے فرائض انجام دیتے۔

احباب جماعت سے آپ کی درجاتِ بلندی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خدا تعالیٰ ان کی اولاد میں اخلاص اور قربانی کی روح پیدا فرماتے رکھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔ سین

روس

صدر میخائل گورباچوف نے روسی پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے ان افواہوں کی تردید کی بورس ییلٹسن جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ انقلاب پسند مصلح ہیں قتل کی کوششوں کا مرکز بنے ہیں۔ وزیر داخلہ وڈیم باکاٹین نے گورباچوف کی تقریر سے پہلے ایک پولیس رپورٹ پڑھ کر سنائی جس میں کہا گیا تھا کہ سابق ماسکو پارٹی چیف نے شہادت دی ہے کہ نامعلوم افراد نے انہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی ہے ہلاکت کا طریق کار یہ بیان کیا گیا کہ بعض لوگ انہیں ستمبر کی ۲۸ تاریخ کو ماسکوا دریا میں غرق کر دینا چاہتے تھے۔ مبینہ طور پر ییلٹسن اپنے ایک دوست اوسینسکی (USENSKI) جو اس جگہ کے قریب ہی رہتے ہیں سے ملاقات کے لئے جا رہے تھے۔ اس علاقہ میں بہت سے سرکاری افسروں کے دیہاتی مکانات ہیں۔ اور یہی وہ جگہ ہے جہاں ان پر حملہ کیا گیا تھا۔ انہوں نے اپنے ڈرائیور سے کہا کہ وہ اس دوست کے مکان سے ۵۰۰ میٹر دور انہیں اتار دے۔ یہ رپورٹ پولیس نے دی ہے۔ لیکن ان پر بعض لوگوں نے غلبہ پا لیا اور ان کے سر کو ایک تھیلے میں بند کر دیا اور انہیں دریا میں پھینک دیا گیا۔ انہوں نے یہ بات کوئی ۳۰۰ گز تیرنے کے بعد کنارے پر آکر پولیس کو بتائی۔ لیکن روسی رہنما نے کہا کہ مسٹر ییلٹسن نے روسی پارلیمنٹ کو سوالات کے جواب میں بتایا کہ انہوں نے یہ ساری بات مذاق کے رنگ میں کہی تھی۔ اور پولیس نے انہیں غلط سمجھا۔ ان پر ہلاک کر دینے کے لئے کوئی حملہ نہیں کیا گیا۔ مسٹر ییلٹسن نے ممبروں کو بتایا کہ انہوں نے یہ بات "باکاٹین" جو ذرائع ابلاغ سے تعلق رکھتے ہیں اور جنہوں نے تفتیش کی تھی انہیں بتا دی تھی۔ پولیس کی رپورٹ پارلیمنٹ کے ممبروں کے سامنے اس لئے پڑھی گئی تھی تاکہ سیاسی خیال آرائیوں کو ختم کیا جاسکے۔

کیونکہ ان پر حملے کی خبر دور دور تک پہنچ چکی تھی۔ پولیس رپورٹ کے مطابق پولیس کے افسروں نے ماسکو کے سب سے زیادہ معروف پارلیمنٹ کے ممبر کے کپڑے نچوڑے اور انہیں چائے پیش کی۔ مسٹر ییلٹسن نے اس بات کی التجا کی کہ وہ اعلیٰ افسروں تک یہ بات نہ پہنچائیں۔ پولیس نے اس گھر پر جہاں مسٹر ییلٹسن جانا چاہتے تھے فون کیا۔ لیکن اطلاع ملی کہ گھر کا مالک اس سے دو روز قبل کسی بیماری کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہو چکا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد کسی نے پولیس کو فون کر کے مسٹر ییلٹسن کے متعلق دریافت کرنا چاہا۔ بعد ازاں ان کی اہلیہ اور ان کی بیٹی اور اس کے خاوند انہیں گھر لے گئے۔ مسٹر باکاٹین نے کہا مسٹر ییلٹسن کے ڈرائیور نے جب یہ بتایا کہ انہیں ان کے دوست کے مکان کے دروازے پر اتارا گیا تھا تو تحقیقات ختم کر دی گئی۔

گذشتہ ماہ پارٹی کے اخبار پراودا نے ییلٹسن سے اس بات پر معافی مانگ لی تھی کہ اس نے روم میں چھپنے والے ایک مضمون کو شائع کیا تھا۔ جس میں اس بات کا دعویٰ کیا گیا تھا کہ وہ امریکہ میں بہت زیادہ شراب نوشی کرتے رہے تھے۔ اٹلی کے اس اخبار کا نام ری پبلیکا ہے ::

خوراک

عام طور پر سمجھا تو یہ جاتا ہے کہ کوئی عالمی دن منانے کا مطلب یہ ہے کہ اخبارات میں سپلیمنٹ چھپ گئے اور مختلف تنظیموں نے سیمینار منعقد کر دیئے اور یوں عالمی دن منایا گیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بات اس سے خاصی زیادہ ہوتی ہے۔ جہاں یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ عالمی دن منایا جائے وہاں موجودہ کیفیت کا تجزیہ کیا جاتا ہے آئندہ کے لئے پروگرام بنتے ہیں۔ اور پھر ان پروگراموں پر عمل درآمد کے لئے نہایت ٹھوس تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔ اور دنیا بھر کے ملکوں کو ان سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ ان کے مطابق عمل کر سکیں۔ گذشتہ روز (۱۶ اکتوبر) خوراک کا عالمی دن منایا گیا۔ جیسا کہ کہا گیا ہے یہ دن خاص طور پر تین باتوں کے لئے منایا گیا۔ زراعت کی ترقی کے لئے۔ ماہی گیری کے لئے۔ اور جنگلات کی حفاظت اور مزید جنگلات لگانے کے لئے۔ عوام الناس کو اس بات سے آگاہ کرنے کے لئے کہ دنیا بھر میں خوراک کے کیا مسائل ہیں اور کس حد تک ایسی کوششوں کی ضرورت ہے جو دنیا سے بھوک مٹائے اور غربت کا بھی خاتمہ کرے خوراک اور ماحولیات کو اس سال کے خوراک کے دن کا خصوصی موضوع بنایا گیا اور اسی کے مدنظر ان تین باتوں کی طرف توجہ دی گئی جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے یعنی زراعت۔ ماہی گیری اور جنگلات۔

حقیقت یہ ہے کہ شمال اور جنوب دونوں میں خوراک کے مسائل موجود ہیں۔ بے شک مسائل مختلف قسم کے ہوں لیکن مسائل ہیں ضرور۔ ڈائریکٹر جنرل تنظیم خوراک و زراعت نے کہا ہے کہ ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم زیادہ خوراک اگائیں اور اس طرح اگائیں کہ زمین کی زرخیزی ضائع نہ ہو۔ ہمیں زیادہ جانور پالنے کی ضرورت ہے اور وہ اس طرح پالے جائیں کہ چراگاہوں کو چراگاہیں ہی رہنے دیا جائے۔ بنجر زمینیں نہ بنا دیا جائے۔ ماہی گیری کی ضرورت ہے یعنی زیادہ مچھلیاں پیدا کرنے کی اور وہ بھی اس طرح کہ زندگی کے پانی کو آلودہ نہ کیا جائے۔ دنیا کے ۱۵۰ ملکوں میں جہاں کروڑہا کروڑ انسان بستے ہیں یہ دن منایا گیا۔ کہتے ہیں کہ ۱۹۸۸ء میں دنیا کی آبادی ۵۰۰۰ ملین ہو گئی تھی ۱۹۵۰ء میں ۲۵۰۰ ملین تھی۔ اور ۲۰۰۰ء میں یہ آبادی ۶۰۰۰ ملین ہو جائے گی اور آبادی کے اس بڑھتے ہوئے رجحان کے پیش نظر اس بات کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ زیادہ خوراک مہیا کرنے کے انتظامات کئے جائیں۔ ایف۔ اے۔ او کے پانچویں سروے کے مطابق ۸۱-۱۹۷۹ میں ۴۹۵ ملین لوگ ایسے تھے جنہیں ان کی ضرورت کے مطابق پوری خوراک نہیں ملتی تھی اور یہ سب کے سب لوگ ترقی پذیر ممالک کے باسی ہیں۔

اس موقعہ پر صدر مملکت غلام اسحٰق خان نے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ عالمی سطح پر معلومات فراہم کی جانی چاہئیں اور ساری دنیا کے لوگوں کو یکساں طور پر یہ بتایا جانا چاہیئے کہ زیادہ خوراک کس طرح اگائی جاسکتی ہے۔ اور کس طرح زمین کو کم سے کم نقصان پہنچایا جاسکتا ہے۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ زیادہ خوراک اگا کر زمین کو فوری طور پر بیکار کر دیا جائے۔ آپ نے کہا کہ بہت سے علاقے ایسے ہیں خاص طور پر ترقی پذیر ممالک میں یا کم ترقی یافتہ ممالک میں جہاں لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ زیادہ خوراک کس طرح اگائی جاسکتی ہے۔ نہ ان میں اس بات کی اہلیت ہے کہ وہ زیادہ خوراک اگائیں۔ اگرچہ پاکستان خوراک کے معاملے میں خود کفیل ہے اور یہ اپنے خوراک اگانے کی اہلیت کو اور بھی بڑھا سکتا ہے۔ لیکن اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ قدرتی وسائل کی حفاظت کی جائے۔

محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ جمہوری حکومت ماحولیات کے گرتے ہوئے مسائل سے واقف ہے۔ اور انہوں نے ایک سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت پروگرام تیار کئے ہیں۔ جن سے ماحولیات کی حفاظت کی جاسکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خوراک کا زیادہ پیدا کرنا۔ اور اس کو ضائع نہ ہونے دینا۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے اور ہم سب کو چاہیئے کہ اس طرف خصوصی توجہ نہ صرف اپنی خاطر دیں بلکہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی ابھی سے اس بات کا اہتمام ہونا چاہیئے کہ انہیں پوری، اچھی اور وافر مقدار میں خوراک مل سکے ::

بقیہ: محفوظ تحریریں

اچھا اب دوسرے کام بہت پڑے ہیں۔ کافی آرام کر لیا، تمام احباب اور رفقاء کو اور دینی صحافت کی مسافت طے کرتے ہوئے مقدمات کی بوجھل گھڑیاں اٹھاتے ہوئے ہمسفر عزیزوں کو اور اپنی زندگی کی ہمسفر کو بھی جن کا پرخلوص خط ان کی زندگی کی طرح آپ کے خط کے ساتھ منسلک تھا محبت بھرا اسلام اور دعائیں۔ آپ سب کی طرف سے اللہ میری آنکھیں ٹھنڈی کرے اور ٹھنڈی رکھے اور دل کو وہ کچھ عطا کرے جو دل کس تمنا سے مانگتا ہے۔

خاکسار

مرزا طاہر احمد

یہ دنیا خودبخود نہیں ہے اس کے لئے ایک خالق ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصلح الدین خادم
اسوکورے۔ غانا

آپ کا خط ملا
پرانی یادیں

امید ہے کہ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہوں گے۔ آپ سے مجھے غائبانہ تعارف ہے۔ آپ سلسلہ کے ایک عظیم دینی خدمات بجالانے والے اور شعر و شاعری کے میدان میں مشہور رہیں۔ ایک دنیا آپ کو جانتی اور پہچانتی ہے۔ میں بھی آپ کو اسی طرح سے جانتا ہوں اگرچہ آپ سے کوئی ذاتی تعلق نہیں۔ صرف رشتہ احمدیت ہے اور کچھ نہیں۔ اصل مدعا پیش کرنے سے پہلے اپنا تھوڑا سا تعارف کرا دینا چاہتا ہوں تا کوئی غلط فہمی نہ رہے اور اصل مدعا حاصل کرنے میں آسانی ہو۔

میں پیدائشی دیش بنگلہ کا ہوں۔ جسے کبھی مشرقی پاکستان کہا جاتا تھا۔ والد بزرگوار مخلص احمدی تھے۔ امام جماعت کی آواز پر مجھے بچپن میں ہی تعلیم و تربیت کی غرض سے قادیان بھیج دیا تھا۔ چنانچہ بچپن سے ہی تعلیم الاسلام ہائی سکول پھر تعلیم الاسلام کالج قادیان اور لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ ایک لمبے عرصہ تک اس مقدس ماحول میں پرورش پائی۔ اس زمانہ میں کھیل کود میں کافی نام پیدا کیا تھا۔ خاص طور پر تیراکی اور فٹ بال میں۔ تیراکی میں تو سارے پنجاب میں بہت شہرت حاصل کی تھی۔ اس میں کئی ریکارڈ قائم کئے تھے۔ پاکستان وجود میں آنے کے بعد بھی کالج کی طرف سے پنجاب یونیورسٹی اور سارے پاکستان کے تیراکی کے مقابلے میں حصہ لیتا رہا۔ اور کامیاب رہا۔ جس کی وجہ سے ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول اور پھر تعلیم الاسلام کالج کا پنجاب اور پھر پاکستان میں نام روشن ہوا تھا۔ یہ تمام ریکارڈ اخبار "الفضل" اور تاریخ احمدیت حصہ نہم میں موجود ہے۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد میں مشرقی پاکستان آگیا۔ ایک لمبے عرصہ تک ملک کے مختلف تعلیمی اداروں میں کام کرتا رہا۔ گذشتہ پندرہ سال سے اسلامیہ کالج چٹاگانگ میں بطور پرنسپل کام کرتا رہا۔ اس عرصہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کما حقہ، دینی خدمت کا بھی موقعہ ملتا رہا۔ کئی سال مجلس خدام الاحمدیہ کا قائد اور پھر قریباً دس سال تک ریجنل قائد رہا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا اور کچھ نہیں۔ ایک زمانہ میں اردو میں مضامین لکھنے کا بھی شوق تھا چنانچہ میرے کئی مضامین "المنار" "الفضل" "خالد" اور "الفرقان" میں شائع ہوتے رہے۔ اردو چونکہ میرے آقا کی زبان تھی اس لئے مجھے بہت پیاری تھی۔ اس جذبہ کے ماتحت اردو میں ایم۔ اے کیا۔ اس لئے اس سے دامن چھوڑنا میرے لئے ناممکن تھا۔ اس دوران بہت سے نامساعد و ناخوشگوار حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ میرا ایک چھوٹا بھائی جو قادیان کا تعلیم یافتہ تھا، انقلاب آزادی کے لئے قربان ہوا۔ میں تو کسی طرح اس سے بچ گیا۔ مگر افسوس بلکہ ایک لحاظ سے خوشی ہے کہ آج تک میں اپنے ملک میں "بنگالی" نہ بن سکا۔ وہاں کے لوگ مجھے پاکستانی گمان کرتے تھے اور ویسا ہی مجھ سے سلوک کرتے تھے۔ مگر سیفی صاحب یہ ایک لمبی اور دردناک کہانی ہے۔ اس کو زیر تحریر لانا ایک تکلیف دہ امر ہے۔ اس لئے بس کرتا ہوں۔

گذشتہ سال کے آخر میں کالج کی ملازمت سے فارغ ہونے پر جب میں مجبور ہوا تو حضور اقدس کی خدمت میں مجلس نصرت جہاں کے ماتحت اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ حضور نے میرے وقف کو قبول فرمایا اور ملک غانا میں ایک سکول میں بطور ہیڈ ماسٹر میری تقرری فرمائی۔ اس تقرری سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ خوشی سے دل اچھلنے لگا۔ ماضی کی تمام تلخیاں بھول گئیں۔ عالم تخیل میں ایک نئی دنیا اور ایک نئے آسمان میں پہنچ گیا۔

سیفی صاحب! آج کل میں ملک غانا میں ہوں۔ ایک نئی دنیا میں آبسا ہوں۔ اگرچہ بال بچے ساتھ نہیں ہیں۔ اکیلا اور تنہا ہوں۔ آرام و آسائش کے سامان موجود ہیں۔ کوئی خوف و ہراس نہیں۔ ملک بہت سرسبز شاداب ہے بہت خوبصورت ہے۔ قدرت کے مناظر بہت دلفریب اور دلکش ہیں۔ پہاڑوں اور جنگلوں میں بل کھاتے ہوئے اونچے نیچے راستے عجب سماں پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف خود بخود دل میں آجاتی ہے۔ یہاں کے لوگ خوش اخلاق اور ملنسار ہیں۔ مگر تہذیب و تمدن و کلچر مختلف ہے۔ رہنے سہنے کا طریقہ بھی مختلف ہے۔ یہاں کی آب و ہوا قریباً بنگلہ دیش کی طرح ہی ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں سب مل جاتی ہیں۔ پھل فروٹ سستے مل جاتے ہیں مگر مہنگائی غضب کی ہے۔ بارش ہوتی ہے۔ جب ہوتی ہے تو خوب ہوتی ہے۔ بادل کی گرج، بجلی کی کڑک سے کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔ موت آنکھوں کے سامنے ناچنے لگتی ہے۔ بال بچے بلک رہے ہوتے ہیں۔ بیوی کو "بیوہ" ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ عالم تخیل میں بنگلہ دیش پہنچ جاتا ہوں۔ اس کے ساتھ محاذِ جنگ کشمیر کی یاد بھی تازہ ہو جاتی ہے۔ فرقان بٹالین کا ایک ادنیٰ سپاہی دشمن کی تاک میں مورچے میں بیٹھا ہوا ہے اچانک دشمن کی طرف گولہ باری شروع ہو جاتی ہے۔ بارش کی طرح گولے برستے ہیں اور بادل کی گرج کی طرح پھٹتے ہیں۔ اس وقت بھی زندگی موت سے آنکھ مچولی کھیل رہی تھی۔ زندگی موت پر غالب آئی۔ ہم بفضل تعالیٰ بچ گئے اور آج تک زندہ ہیں۔

سیفی صاحب! میں چاہتا ہوں کہ میرا یہ خط آپ "الفضل" میں شائع کر دیں تا ماضی کی یاد تازہ ہو جائے۔ جو دوست فراموش کر چکے ہیں ان کو میں یاد آجاؤں۔ وہ میرے لئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے زندگی کے اس آخری جہاد میں کامیاب کرے اور یہاں مجھے سلسلہ کی خدمت بہترین رنگ میں کرنے کی توفیق دے۔

مکرم سیفی صاحب! آپ کے "الفضل" کے لئے دل میں تڑپ ہے ایک لمبے عرصہ سے آنکھوں سے اوجھل ہے۔ اس کا مطالعہ ایک روحانی غذا ہے۔ باعث تقویت ایمان ہے دنیائے احمدیت سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ تنہائی کا بہترین ساتھی ہے۔ برائے مہربانی "الفضل" کا پیکٹ سکول کے نام جاری کر دیں اس سے قبل بھی سکول کے نام آتا تھا۔ یہی میرا اصل مدعا ہے۔ قبول کریں یا نہ کریں یہ آپ کی مرضی۔

خدا حافظ۔

نظارت زراعت

سبزیوں کی کاشت

انسان کے جسم کی نشوونما میں سبزیوں کی اہمیت مسلمہ ہے۔ ان میں لحمیات نشاستہ۔ روغن۔ معدنی نمکیات۔ لوہا۔ چونا۔ فاسفورس۔ سوڈیم۔ پوٹاشیم وغیرہ کے علاوہ حیاتین الف۔ ب اور ج کی وافر مقدار پائی جاتی ہے جن کی وجہ سے سبزیوں کا باقاعدہ استعمال غذا کو متوازن بناتا ہے اور صحت کو برقرار رکھنے میں بڑا ممد ہوتا ہے۔ ماہرین خوراک کے مطابق ہر انسان کو پانچ چھٹانک سبزی ہر روز استعمال کرنی چاہیئے جبکہ پاکستان میں دو چھٹانک سبزی فی کس استعمال ہوتی ہے جو نصف سے بھی کم ہے۔ لہذا سبزیات کی کاشت پر بڑی توجہ کی ضرورت ہے شہروں، قصبوں کوٹھیوں۔ رہائشی مکانوں۔ سکولوں۔ کالجوں اور دفاتر کے خالی رقبوں میں سبزیات کاشت کرنی چاہئیں۔ ہر شہری اور دیہاتی کو بھرپور کوشش کرنی چاہیئے کہ جس قدر ممکن ہو سکے سبزیات کاشت کریں۔

آج کل موسم سرما کی سبزیات کی کاشت کا وقت ہے۔ پالک مٹر ٹماٹر۔ میتھی۔ سرسوں۔ سلاد۔ شلغم مولی۔ گاجر وغیرہ کاشت کی جانی چاہیئے۔

ان سبزیات کا بیج مقامی محکمہ زراعت سے حاصل کیا جائے۔ مزید معلومات برائے کاشت وغیرہ کارکنان محکمہ زراعت سے مل سکتی ہیں۔ اگر کوئی دشواری ہو تو احباب نظارت زراعت / وکالت زراعت سے رابطہ کریں۔

اللہ تبارک تعالیٰ احباب کی کوششوں میں بے شمار برکات عطا فرماوے۔

حبوب مفید اطہراء
۲۰ گرام: ۱۵/- ۔۔۔۔ ۶۰ گرام: ۴۵/-
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
فون ۶۳۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھیل اور کھلاڑی

نہرو کپ

بھارت میں ہونے والا ون ڈے کرکٹ ٹورنامنٹ جو بھارت کے سابق آنجہانی وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کے نام سے موسوم ہے آجکل کرکٹ کے حلقوں کی زبردست دلچسپیوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اس ٹورنامنٹ میں متعدد چونکا دینے والی باتیں ہوئی ہیں، سب سے اہم بات یہی ہے کہ عالمی چیمپئن آسٹریلیا جس کے بارے میں ٹورنامنٹ شروع ہونے سے پہلے کہا جا رہا تھا کہ یہ ٹورنامنٹ کی فیورٹ ٹیم ہے وہ مضبوط ترین ٹیم حیران کن طور پر ٹورنامنٹ سے ہی باہر ہو چکی ہے۔ اس ٹیم کا چیمپئن شپ سے باہر ہو جانا اس ٹورنامنٹ کا سب سے بڑا اپ سیٹ ہے۔ اس کے بعد دوسری حیران کن بات بھارت کا فائنل میں نہ پہنچنا ہے۔ اس میں اگر اب تک کوئی حیران کن بات نہیں ہوئی تو وہ پاکستان کے بارے میں ہے۔ یعنی یہ کہ پاکستانی ٹیم توقعات کے عین مطابق ہار جیت کے مختلف مراحل سے گزرتی ہوئی آخرکار فائنل میں پہنچ گئی۔ اور اب فائنل میچ آج یعنی بدھ کے روز پاکستان اور ویسٹ انڈیز کے درمیان کھیلا جائے گا۔

یہ فائنل میچ کلکتہ کے سٹیڈیم ایڈن گارڈن میں کھیلا جائے گا۔ جو دنیا بھر میں کرکٹ کا سب سے بڑا اسٹیڈیم شمار ہوتا ہے۔ اس سٹیڈیم میں ایک لاکھ سے زائد تماشائیوں کی گنجائش ہے۔ گذشتہ ورلڈ کپ جو پاکستان اور بھارت نے مشترکہ طور پر کروایا تھا۔ اس میں بھی اسی اسٹیڈیم میں فائنل میچ کھیلا گیا تھا۔

فائنل کے بارے میں کوئی بات حتمی طور پر کہنا ممکن نہیں۔ لیکن یہ فائنل بہر طور دنیا کی دو مضبوط ترین ٹیموں کے درمیان کھیلا جا رہا ہے اور یہ پہلا موقع نہیں ہے کہ ان دو ٹیموں کے درمیان فائنل ہو رہا ہو۔ بلکہ اس سے قبل بھی ورلڈ کپ کا ایک فائنل دونوں ملکوں کے درمیان ہو چکا ہے۔ جس میں ویسٹ انڈیز کامیاب رہا۔ لیکن وہ ویسٹ انڈیز کا وہ دور تھا جب ورلڈ چیمپئن کے لئے ویسٹ انڈیز کو غیر متنازعہ طور پر پہلے ہی چیمپئن سمجھ لیا جاتا تھا۔ اب ویسٹ انڈیز کا ون ڈے کرکٹ میں وہ مقام نہیں رہا بلکہ اب آسٹریلیا اور پاکستان ویسٹ انڈیز کی اس برتری کو کئی دفعہ چیلنج کر چکے ہیں۔ تاہم ہو گا کیا۔ یہ فیصلہ کلکتہ کا ایڈن گارڈن ہی کرے گا

وقفِ عارضی کا مقصد

قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا:

"وقفِ عارضی کی جو تحریک ہے اس کا بڑا مقصد بھی یہ تھا اور ہے کہ دوست رضاکارانہ طور پر اپنے خرچ پر مختلف جماعتوں میں جائیں اور وہاں قرآن مجید سیکھنے سکھانے کی کلاسز کو منظم کریں اور منظم طریق پر وہاں کی جماعت کی اس رنگ میں تربیت ہو جائے کہ وہ قرآن کریم کا جُوا بشاشت سے اپنی گردن پر رکھیں اور دنیا کے لئے نمونہ بن جائیں۔"

(روزنامہ الفضل ۱۴ مئی ۱۹۶۹ء)

اخبارِ احمدیہ

درخواست دعا

★ مکرم ملک ناصر احمد صاحب بعض امور کی بناء پر پریشان ہیں۔

★ مکرم محمد صادق صاحب چیمہ صدر جماعت احمدیہ یزمان جسمانی کمزوری کے باعث علیل ہیں۔

★ محترم مرزا مبارک احمد صاحب (واپڈا) ڈیرہ غازی خاں پیٹ میں شدید درد کے باعث بیمار ہیں۔

★ محترمہ بدر منیر صاحبہ اہلیہ مکرم خواجہ عبدالحی صاحب دارالبرکات ربوہ موٹر سائیکل سے گر گئی ہیں اور دائیں ٹانگ میں فریکچر ہو گیا ہے۔

★ عزیزم بلال احمد صاحب ابن مکرم مرزا نسیم بیگ صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کا سروسز ہسپتال لاہور میں اپریشن ہوا ہے۔

★ محترمہ اہلیہ صاحبہ مکرم ملک اقبال احمد صاحب و محترمہ اہلیہ صاحبہ مکرم مرزا مبشر احمد صاحب حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور عرصہ سے بیمار ہیں۔

★ مکرم اختر علی صاحب کلرک بلدیہ یزمان شدید بیمار ہیں۔

★ محترمہ نصرت فرزانہ صاحبہ اہلیہ مکرم رفاقت احمد صاحب راولپنڈی بیمار ہیں۔

احباب جماعت سے ان سب بھائیوں اور بہنوں کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

ولادت

• اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم ولی الرحمان صاحب سنوری کارکن حدیقۃ المبشرین کو ۲۷، اکتوبر ۱۹۸۹ء کو بچی عطا فرمائی ہے۔

نومولودہ وقفِ نَو کی تحریک میں شامل ہے حضور انور نے از راہ شفقت بچی کا نام تحمیدہ ولی رکھا ہے۔ اس سے قبل مکرم ولی الرحمان صاحب کے دو بچے اور دو بچیاں ہیں۔ احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک بخت اور خادمہ دین بنا کر والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

نمایاں کامیابی

• مکرم ناصر محمود احمد صاحب ابن ڈاکٹر ارشد محمود احمد صاحب نے امسال ملتان بورڈ کے انٹر کے امتحان میں بورڈ میں دوسری پوزیشن لی ہے۔ انہوں نے میٹرک کے امتحان میں بھی اپنے سکول میں دوسری پوزیشن حاصل کی تھی۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس ہونہار طالب علم کو مزید اعلیٰ توفیقات عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

• محترمہ سیدہ ناظرات بی بی صاحبہ والدہ مکرم سید اکبر علی شاہ محلہ دارالفتوح ربوہ ۲۷، اکتوبر ۱۹۸۹ء بروز جمعۃ المبارک بقضائے الٰہی انتقال کر گئی ہیں۔ نماز جنازہ اسی روز بیت المہدی میں مکرم چوہدری صلاح الدین صاحب نے پڑھائی۔ بعدہٗ عام قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم چوہدری صاحب موصوف نے ہی دُعا کروائی۔ احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

چنیوٹ اور ربوہ کے درمیان چناب کا پل ۴ نومبر سے ۳۱ دسمبر تک روزانہ ۱۲ بجے دوپہر سے ۴ بجے شام تک اور رات ۱۲ بجے سے چار بجے صبح تک مرمت کے لئے بند رہے گا۔

کمزوری نظر کورس
EYE SIGHT COURSE
۴۰ روزہ کورس قیمت ۷۵/-

کمزوری نظر دور کورس
MYOPIA COURSE
۴۰ روزہ کورس
قیمت ۷۵/-

کمزوری نظر مطالعہ کورس
READING EYESIGHT COURSE
۴۰ روزہ کورس قیمت ۷۵/-

بھینگاپن کورس
SQUINT COURSE
۴۰ روزہ کورس قیمت ۷۵/-

دو نظری کورس
DIPLOPIA COURSE
۴۰ روزہ کورس
قیمت ۷۵/-

آنکھوں کے متعلق تفصیلی لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔
(ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی)
کیور ٹیو میڈیسن کمپنی گولبازار ربوہ
فون سیلز ۷۷۱، کلینک ۶۰۶، رہائش ڈاکٹرز ۶۰۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

• وفاقی حکومت نے قومی اسمبلی میں عدم اعتماد پر بحث اور رائے شماری کے دوران اسلام آباد میں فوجی دستے تعینات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ قومی اسمبلی کے سپیکر ملک معراج خالد نے ایک پریس کانفرنس کو بتاتے ہوئے کہا کہ حکومت نے یہ اقدام اپوزیشن کی طرف سے صدر کو ایک خط میں ان کے حامی ارکان کو تحفظ دلانے کے مطالبے پر کیا ہے۔

• چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ نے کہا ہے کہ پاکستان میں اب مارشل لاء کا کوئی جواز نہیں۔ فوج کا کام ملک میں امن و امان قائم رکھنا اور عوام کو تحفظ دینا ہے۔ فوج اپنے فرائض سے بخوبی واقف ہے اور مسلح افواج مکمل طور پر غیر جانبدار رہیں گے۔

• پاکستان نے ۳۰ اکتوبر کو ناگپور میں ہونے والے نہرو کرکٹ ٹورنامنٹ کے دوسرے سیمی فائنل میں انگلینڈ کو چھ وکٹوں سے شکست دیدی ہے۔ جبکہ ویسٹ انڈیز نے بھارت کو ۸ وکٹوں سے ہرا دیا ہے۔ فائنل اب پاکستان اور ویسٹ انڈیز بدھ کے روز ایڈن گارڈن کلکتہ کے کرکٹ گراؤنڈ پر کھیلیں گے۔

• بلوچستان کی خصوصی عدالت کے جج جسٹس میر ہزار خان کھوسو نے ملزم عبدالمنان اچکزئی کو پچھلے سال ۱۲ مارچ کو پی آئی اے کا طیارہ اغوا کر کے افغانستان لیجانے کے جرم میں سزائے موت سنائی ہے اور اس کی تمام جائیداد ضبط کرنے کا حکم دیا ہے۔ جہاز کے گارڈ لیاقت حسین کو زخمی کرنے پر عمر قید اور ۱۰ لاکھ روپیہ جرمانہ کی سزا بھی دی ہے۔

غیر ملکی خبریں

• بھارت کے صوبے بہار میں فرقہ وارانہ فسادات میں سرکاری ذریعوں نے ضلع بھاگلپور میں گذشتہ ایک ہفتے کے دوران ۱۴۴ افراد کے ہلاک اور ۱۵۲ کے زخمی ہونے کی تصدیق کی ہے۔ جبکہ غیر سرکاری ذریعوں کے مطابق ۲۰۰ افراد ہلاک ہو چکے ہیں بھاگلپور میں فوج تعینات ہے تاہم تشدد کے واقعات کا سلسلہ برابر جاری ہے۔

• ماسکو میں خفیہ پولیس کے جی بی کے دفتر کے باہر ایک ہزار مشعل بردار مظاہرین نے مظاہرہ کیا۔ سیاسی قیدیوں کا یہ غیر سرکاری دن ان لاکھوں افراد کی یاد میں منایا گیا۔ جنہیں اسٹالن کے دور حکومت میں ناجائزہ طور پر یا تو قید میں رکھا گیا یا ہلاک کر دیا گیا۔ پولیس نے مظاہرین پر زبردست لاٹھی چارج کیا۔ متعدد افراد تشدد سے زخمی ہو کر زمین پر گر گئے۔ پولیس انہیں گھسیٹتی ہوئی بسوں میں ڈال کر لے گئی۔

• مشرقی جرمنی کے دوسرے بڑے شہر لائپزک میں ۳۰ اکتوبر کو چھٹے روز بھی زبردست مظاہرہ ہوا جس میں تین لاکھ افراد نے شرکت کی۔ دیگر شہروں میں بھی ہزاروں افراد نے بھی خاموش مشعل بردار مظاہرہ کیا۔

حضرت حکیم نظام جان کے
مشہور دواخانہ
پر
حکیم عبدالحمید اعوان
ہر ماہ کی ۵۔۶۔۷ تاریخ کو اقصیٰ چوک (نزد لیٹر بکس) ربوہ میں حاضر ہوتے ہیں۔
خواتین کے لئے معائنہ کا مستقل طور پر انتظام ہے
مینجر **مشہور دواخانہ** فون ۹۰۶
نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک۔ ربوہ

جماعت احمدیہ کراچی کے زیر اہتمام

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جماعت احمدیہ کراچی کے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۹ نومبر بروز جمعرات ۲ بجے دوپہر بیت الحمد مارٹن روڈ میں احمدیت کی دوسری صدی کا پہلا عظیم الشان جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جماعت احمدیہ کراچی کے زیر اہتمام منعقد ہو رہا ہے۔ اس بابرکت جلسہ میں مقررین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالیں گے۔

کراچی کے احباب سے التماس ہے کہ وہ وقت مقررہ پر اس جلسہ میں نہ صرف خود شامل ہوں بلکہ دوسرے بھائیوں کو بھی اس میں شمولیت کے لئے ہمراہ لائیں مستورات کے لئے بھی انتظام کیا گیا ہے۔

مرزا عبدالرحیم بیگ
سیکرٹری اصلاح وارشاد
جماعت احمدیہ کراچی

تحریکِ وقفِ نَو

نئی صدی کیلئے مبارک تحریک

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے

"اس وقف کی شدید ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔ اس کے لئے لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہیئں۔ ایسے واقفین زندگی چاہیئں جو خدا کی راہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہوں۔ ہر طبقہ زندگی سے واقفین چاہیئں۔ ہر ملک سے واقفین زندگی چاہیئں"

اس سے پہلے بھی ہم تحریک کرتے رہے ہیں اور دوستوں کو اپنے بچے وقف کرنے کی ترغیب دلانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ لیکن اس تحریک پر بعض خاص طبقوں نے اپنے آپ کو وقف زندگی سے بالعموم مستثنیٰ سمجھا۔ چنانچہ عملاً جو واقفین زندگی سلسلہ کو ملتے رہے ہیں وہ زندگی کے ہر طبقہ سے نہیں آئے۔۔۔۔ بالعموم دنیا کی نظریں جس طبقے کو بہت زیادہ عزت سے نہیں دیکھا جاتا یعنی درمیانہ درجہ کا جو غریبانہ طبقہ ہے اس میں سے بچے وقف کے لئے پیش ہوتے رہے ہیں۔۔۔۔۔ احمدیت کی اگلی صدی میں واقفین زندگی کی اشد ضرورت ہے۔ جماعت کے ہر طبقہ سے لکھو کھہا کی تعداد میں واقفین زندگی آنے چاہیئں"

(خطبہ ۳۔ اپریل ۱۹۸۷ء)

چندہ وقفِ جدید اطفال الاحمدیہ

کیا آپ نے اپنا چندہ وقف جدید ادا کر دیا ہے۔ وقف جدید کے سال کے ختم ہونے میں صرف دو ماہ باقی ہیں۔ آپ جلد از جلد اپنا چندہ وقف جدید ادا کریں اور حضور ایدہ اللہ الرابع کے ارشاد کے مطابق اپنے لئے بچپن سے ہی برکات کے حصول کے سامان پیدا کریں۔

(سیکرٹری وقف جدید اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

ضرورت ہے

ہمارے دواخانہ کی ربوہ برانچ کے زنانہ حصہ کیلئے ایک لیڈی ورکر کی ضرورت ہے۔ تعلیم کا معیار ایف اے سے کم نہ ہو۔ ۶، ۷ نومبر ۱۹۸۹ء کی تاریخوں میں ۴ بجے شام کے بعد بالمشافہ ملیں۔

مینجر: **دواخانہ حکیم نظام جان**
اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ ربوہ فون ۵۵۸